سلسلہ نمبر۸

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(ادارہ)

پردہ کا حکم قرآن پاک میں

﴿ نظرِثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

یَااَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ . (پ ۲۲ رکوع نمبر۵)

''اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو، نیچے لٹکا لیں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں''۔

علامہ عثمانی ؒ تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں :

''یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔روایات میں ہے کہ اِس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی تھی۔اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپالینا چاہیے۔نیز ارشاد فرمایا گیا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (پ۲۲ رکوع نمبر۴) ترجمہ:اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی،تو مانگ لو پردہ کے باہر سے''۔ترجمہ شیخ الہندؒ وعلامہ عثمانیؒ (شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

قرآن پاک میں اصول ذکر کیے جاتے ہیں تفصیل حدیث اور اجماع علماء اُمت سے معلوم ہوتی ہے جیسے قرآن پاک میں ہے: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز صحیح طرح ادا کرو اور اٰتُوا الزَّکٰوۃَ زکوۃ دو لیکن تفصیل سنت اور اجماع اُمت سے معلوم ہوئی کہ کس نماز کی کتنی رکعات ہوں گی اور کیا کیا اوقات ہوں گے، اسی طرح پردہ کے مسئلہ میں عمل اور حدیثیں دیکھنی ہوں گی۔

اجماع کی قوت :

اجماع اُمت سب سے قوی چیز ہے۔ اجماع ہی سے قرآن کا قرآن ہونا معلوم ہوا ہے اور اگر کوئی ایک آیت کا بھی انکار کردے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائیگا۔

ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۲۰ (مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز۔ کراچی) کی صحیح حدیث میں ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد آنجناب نے نابینا صحابی ابن اُم مکتومؓ کے آنے پر حضرت اُمّ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو پردہ کا حکم فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ وہ نابینا ہیں، نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ ارشاد فرمایا :

اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ کیا تم بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان والی حدیث میں بخاری شریف میں ہے کہ ہودج کسنے والے خادم آئے انہوں نے ہودج اُونٹ پر رکھ کر کس دیا اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ میں اس میں (اندر بیٹھی) ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۳)۔

آگے چل کر اسی حدیث میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے مجھے اس وجہ سے پہچان لیا کہ :

کَانَ یَرَانِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ وہ مجھے پردہ کے حکم سے پہلے دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری شریف ص ۳۶۴ ج ۱)

عورت صرف اُن ہی رشتہ داروں کے سامنے آسکتی ہے جن سے شریعت نے اجازت دی ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت افلح نے آنا چاہا تو وہ فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں اجازت نہیں دی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے پردہ کرتی ہو اور میں تمہارا (رضاعی) چچا ہوں۔ اس کے بعد حدیث میں ہے کہ حضرت

عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ جناب نے ارشاد فرمایا :

صَدَقَ اَفْلَحُ اِئْذَنِیْ لَہٗ . (بخاری شریف ص ۳۶۰ ج ۱) افلح نے ٹھیک کہا ہے انہیں (سامنے آنے کی) اجازت دے دو۔

بخاری ہی میں اس سے اگلے صفحہ پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کے اُن کے پاس آنے کا واقعہ ہے جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر فلاں میرے رضاعی چچا زندہ ہوتے تو وہ میرے پاس آسکتے تھے؟ آپ نے ارشاد فرمایا :

نَعَمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ . (بخاری شریف ص ۳۶۱) ہاں رضاعت (بھی) (اُن لوگوں سے نکاح) حرام کردیتی ہے جن سے پیدائش کے رشتے حرام ہوتے ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے فتح ہونے کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں باندی رکھنے کے بجائے آزاد کرکے نکاح کرلیا تھا جسے "اِعْتَاقٌ بِشَرْطِ التَّزَوُّجِ" کہا جاتا ہے۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام کی گفتگو ہورہی تھی کہ وہ اُم المؤمنین ہیں یا باندی ہیں۔ تو ان حضرات نے کہا کہ (اس کا پتہ ایسے چل سکتا ہے کہ) اگر رسول اللہ ﷺ نے ان کا پردہ کرایا تو وہ اُمہات المومنین میں ہوں گی اور پردہ نہ کرایا تو وہ آپ کی مملوکہ ہوں گی۔ جب آپ نے اس مقام سے کوچ فرمایا تو اپنے پیچھے سواری پر سوار کرنے کی جگہ بنائی۔

وَمَدَّ الْحِجَابَ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۰۶) اور پردہ کھینچ دیا۔

بخاری شریف میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ ان کے ایک بھائی کے بارے میں یہ شبہہ ہوا کہ وہ صحیح النسب بھائی نہیں بلکہ ان کے والد زمعہ کی باندی سے کسی کے زمانہ جاہلیت میں زنا کرنے سے ہوا ہے کیونکہ زانی عتبہ ابن ابی وقاص نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی اس باندی سے جو بچہ ہوگا وہ میرا ہوگا، وہ تم لے لینا۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہؓ سے ارشاد فرمایا :

اِحْتَجِبِیْ اس سے پردہ کرو۔

پھر آگے ہے :

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا :

فَمَارَاٰهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ (بخاری شریف ج۱ ص۲۷۶) اس نے کبھی مرتے دم تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا۔

اور ص۲۹۶ پر یہ بھی ہے :

وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ یَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهٗ سَوْدَةُ قَطُّ . اے سودہ بنت زمعہ اِن سے پردہ کروتو انہیں حضرت سودہؓ نے کبھی نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے مکان میں ایک مخنث (ہجڑہ) بھی تھا اُس نے حضرت اُمِ سلمہؓ کے بھائی سے کہا کہ اگر اللہ نے تمہیں کل کو طائف فتح کرادیا تو میں تمہیں بنتِ غیلان (جس کا یہ حلیہ ہے) بتلاؤں گا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا :

لَایَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَیْکُمْ . (بخاری شریف ج۲ ص۷۸۸) ہرگز آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آئے۔

حالانکہ وہ پیدائشی معذور تھا (پیدائشی مخنث تھا) مگر چونکہ وہ حلیہ بیان کر کے عورتوں کی بے پردگی کر سکتا تھا اس لیے اسے بھی منع فرمادیا اور اس کا بھی پردہ کرادیا۔ بخاری شریف میں دوسری جگہ ہے :

لَا یَدْخُلَنَّ هٰٓؤُلَآءِ عَلَیْکُمْ (بخاری شریف ص۶۱۹) یعنی ایسے مخنث (کوئی بھی ہوں) ہرگز تمہارے پاس گھر میں نہ آیا کریں۔

یہ تو بعض صحیح روایات پیش کی گئی ہیں جن سے آیت کی تفسیر اور علماء اُمت کے بالاتفاق عمل کی وجہ معلوم ہورہی ہے اور یہ کہ یہ شرعی مسئلہ ہے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ یہ شعائرِ اسلام میں ہے یا نہیں؟ شعائرِ اسلام کا لفظی ترجمہ ہے ''اسلام کی نشانیاں'' یا ''علامتیں'' یعنی وہ شرعی احکام جن سے اسلام والے دوسروں سے ممتاز ہوسکیں۔ تو اس کا جواب علماء سے فتوے کی صورت میں عدالت طلب کر سکتی ہے نیز یہ کہ پردہ کا انکار کس درجہ کی معصیت ہے۔ اس کا جواب بھی علماء سے فتوٰی

کی صورت میں لیا جاسکتا ہے۔

تیسری بحث یہ ہے کہ حاکم اعلیٰ (جو اسلامی حکومت کا ہو) اس کی اطاعت کن باتوں میں فرض ہوتی ہے اور کن باتوں میں نہیں؟ اس کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ گناہ کے کام میں نہ باپ کی اطاعت بیٹے پر فرض ہوتی ہے، نہ شوہر کی اطاعت بیوی پر، نہ حاکم کی اطاعت محکوم پر۔ خاص حاکم کی اطاعت کے بارے میں ارشاد ہے :

فَإِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ . (بخاری شریف ج دوم کتاب الاحکام ص۱۰۵۷)	جب گناہ کے کام کا حکم دیا جائے تو نہ سننا واجب ہے نہ اطاعت کرنی۔

اسی صفحہ پر اسی کے حاشیہ ۱۱ میں ہے : لَاطَاعَةَ لِمَنْ لَمْ يُطِعِ اللّٰهَ جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اُس کی اطاعت واجب نہیں ہوتی۔ پھر لکھا ہے اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحاً . کہ۔ اگر رعایا کھلم کھلا حاکم سے کفر کی بات دیکھے تو وہ حاکم خود بخود معزول ہو جائے گا بالاجماع۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حکم الٰہی پر جما رہے جو اسکی قوت رکھتا ہے تو اُسے ثواب ملے گا اور جو خوشامد کریگا اُسے گناہ ہوگا اور جو بالکل مقابلہ کی قوت نہ رکھتا ہو عاجز ہو تو اُس پر ایسی سرزمین سے ہجرت کر جانی واجب ہوگی"۔ اسی سے ملتا جلتا مسئلہ بخاری ص ۱۰۴۵ میں حاشیہ ۱۰ میں بھی ہے۔

یہ مسئلہ بہت تفصیل سے شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری کی سولہویں جلد میں ص ۱۱۴ اور ص ۲۴۱ پر بیان کیا ہے، وہیں یہ بھی تحریر ہے۔ وہاں خروج یعنی مقابلہ میں نکل کھڑے ہونے کی (جسے جہاد یا بغاوت کہا جائے) بحث ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں :

وَالصَّحِيْحُ الْمَنْعُ اِلَّا اَنْ يَّكْفُرَ فَيَجِبُ الْخُرُوْجُ عَلَيْهِ .	صحیح یہ ہے کہ بغاوت نہ کی جائے سوائے اس کے کہ حاکم سے کھلم کھلا کفر سرزد ہو تو اُس وقت اُس کے خلاف بغاوت واجب ہوگی۔

ص ۱۱۴ ج ۱۶ فتح الباری نمبر ۱ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی وعمدۃ القاری (عینی) شرح بخاری میں ج نمبر ۱۱ ص ۳۳۳ پر بھی یہی عبارت ہے مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ سلطنۃ ترکیہ عبدالحمید خاں۔

کھلم کھلا کفر وغیرہ پر حاکم کو معزول کر دینے کا مسئلہ عقائد کی مشہور کتاب شرح مواقف میں ص ۳۴۷ پر ہے مطبوعہ نولکشور کہ جیسے اُمت کو امام یعنی حاکم مقرر کرنے کا اختیار ہے ویسے ہی انہیں ایسے اسباب کے پائے جانے پر اسے معزول کرنے کا بھی اختیار ہے۔

اور معصیت کا لفظ اطاعت کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے قاموس میں باب الواو والیاء میں ہے اَلْعِصْیَانُ خِلَافُ الطَّاعَةِ . قرآن پاک میں چوتھے پارہ رکوع نمبر۱۳ کے آخر میں دو آیتیں متصل لائی گئی ہیں وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اور وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ ۔ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ کا ترجمہ علامہ عثمانیؒ اور شیخ الہندؒ اور احمد رضا خان صاحب نے ''حکم پر چلنے'' اور ''حکم ماننے'' کا کیا ہے اور وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ کا ترجمہ ''نافرمانی'' کا کیا ہے۔

❁ ❁ ❁